THE DAY OF JUDGMENT.

انصاف کا دن

من تصنیف

پادری جی۔ ایچ۔ راؤس صاحب دہلی۔ دہلی

جسکو

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور

نے شائع کیا

دفعہ دوم۔(۲۰۰۰) ۱۹۲۰ء قیمت ۱/ پائی۔

P. R. B. S. LAHORE.

غلام قادر مسیحی پرنٹر لاھور کی معرفت
لال سٹیم پریس لاہور میں لالہ کرمچند بہل پرنٹر کے اہتمام سے چھپا
اور آنریری سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے شائع کیا

5002

اِنصاف کا دِن

اہل اسلام اور عیسائی انصاف کے دن یعنے روز قیامت یا یوم الآخرۃ کے یکساں منتظر ہیں۔ قرآن میں یہ دن کئی ناموں سے نامزد ہے مثلاً (۱) "یوم البعث" یعنی اُٹھنے کا دِن۔ کیونکہ اُس روز وہ تمام جو قبروں میں سو رہے ہیں موت کی نیند سے جاگ اُٹھینگے۔ (۲) "یوم القیامۃ" یعنی کھڑا ہونیکا دن کیونکہ اُس روز مردگان نہ صرف موت کی نیند سے جاگ اُٹھیں گے بلکہ قبروں سے نکل کھڑے ہونگے۔ (۳) "یوم الحساب" یعنی گننے کا دن۔ کیونکہ اُس دِن خدائے تعالے کل بنی آدم کے تمام اقوال و افعال اور خیالات کا حساب لیگا اور جو کچھ اُس قادرِ مطلق کی کتاب میں مندرج ہے اُسکے بارہ میں بنی آدم سے بازپُرس کرے گا۔ (۴) "یوم الدین" یعنی انصاف کا دِن کیونکہ خدائے تعالے نہ صرف بنی آدم کے افعال و کردار کا حساب لیگا۔ بلکہ اُنکا انصاف بھی کریگا اور اُن کے کردہ کے موافق سزا و جزا دیگا۔ (۵) "یوم الفصل" یعنے جدائی کا دِن کیونکہ اللہ جلشانہٗ کے راست اور حق اِنصاف کا یہ ایک لابدی نتیجہ ہوگا کہ اہلِ جنت اور اہل دوزخ میں ایک نہایت عظیم جُدائی واقع ہوگی +

پس یہہ ایک ایسا دِن ہے جس کے ہم سب منتظر ہیں اور مناسب ہے کہ ہمارے تمام اقوال و افعال میں اِس دن کا خیال ملحوظِ خاطر اور مدِ نظر رہے۔ اگر انسان کو خون کے جُرم کا مرتکب ہوتے وقت اس دن کا خیال ہو اور وہ سمجھے کہ اس جُرم کی بازپرس اور جوابدہی کے لئے خدا کے حضور حاضر کیا جاؤنگا اور مجھپر قتل یا پھانسی کا فتوٰی لگیگا تو وہ ضرور اس جرم کے ارتکاب سے باز رہے گا اور ہرگز ہرگز اُسے ایسے کام کی جُرأت نہیں ہوگی۔ اگر ہم کچھ سمجھ اور دانائی رکھتے ہیں تو جب کبھی کسی گناہ کی آزمائش پیش آوے گی۔ ہم ضرور اُس اِنصاف کے دن کا جس کا آنا یقینی ہے خیال کرینگے اور خدا سے مدد مانگیں گے۔ کہ وہ ہمیں بدی سے بچاوے اور محفوظ رکھے اور ہم کو یہہ طاقت و توفیق بخشے۔ کہ اُس کی راہ پر قدم ماریں +

صحائفِ انبیا اور انجیل شریف میں اِس عظیم الشان انصاف کے دن کے متعلق بہت کچھ مندرج ہے۔ چنانچہ انجیل شریف میں مکاشفات کے بیسویں باب کی گیارھویں سے پندرھویں آیت تک یُوں مرقوم ہے "پھر میں نے ایک بڑا سفید تخت اور اُس کو جو اُس پر بیٹھا ہُوا تھا۔ دیکھا جس کے سامنے سے زمین اور آسمان بھاگ گئے اور اُنہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مُردوں کو اُس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا اور کتابیں کھولی گئیں۔ پھر ایک اور کتاب کھولی گئی یعنی کتابِ حیات۔ اور جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہُوا تھا اُن کے اعمال کے مُطابق مُردوں کا انصاف کیا گیا اور سمندر نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور موت اور عالمِ ارواح نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا۔ اور اُن میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق اُس کا انصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالمِ ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔ اور جس کا نام کتابِ حیات میں لکھا ہُوا نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا"۔

اِس سے بہُت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ اول اینکہ ہر ایک فرد بشر۔ ہر ایک مرد و زن اور ہر ایک طفلِ شیرخوار کو خواہ وہ کسی قوم و ملت کا کیوں نہ ہو اور اُس نے خواہ کسی وقت اور کسی جگہ وفات کیوں نہ پائی ہو۔ اُن تمام کروڑوں لاکھوں بنی آدم کے ساتھ جو اس صفحۂ ہستی پر آئے خدائے تعالیٰ کے جلالی تخت کے سامنے حاضر ہونا پڑیگا۔ دوم اینکہ ہر ایک شخص کی عدالت اُس کی دولت یا دُنیاوی حیثیت اور اُسکے مذہب کے مُطابق نہیں ہوگی بلکہ اُس کے اعمال کے موافق اُس کا انصاف ہوگا اور خاص کر اِس امر کا لحاظ کیا جائے گا کہ آیا اُس نے خدا کے احکام کو مانا ہے یا نہیں۔ سوم اینکہ ہم اپنے کسی گناہ کو خدا سے پوشیدہ نہیں رکھ سکیں گے اور جو کچھ ہمارے اعمالنامہ میں مندرج ہوگا اُسی کے مطابق خدا ہماری عدالت کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے اعمالنامہ میں مندرج ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے قائم رہتا ہے۔ اور کبھی فراموش نہیں ہوتا پس جو کچھ نیکی

بدی ہم کرتے ہیں خدائیتعالےٰ اُسے یادداشت میں مندرج کرلیتاہے۔ خدا کبھی کسی بات کو بھول نہیں جاتا۔ بلکہ جو کچھ واقع ہوتا ہے سب کا سب اُسے یاد رہتا ہے۔ چنانچہ انصاف کے دن ہر ایک متنفس کو اپنے تمام افعال و کردار کا خدائے تعالےٰ کے حضور حساب دینا پڑے گا +

علاوہ ازیں یہ بات بھی روشن ہوتی ہے کہ جیسے ہمارے اعمال ہیں ویسی ہی ہماری ابدی حالت ہوگی۔ نیکوں اور بدوں کی جماعتیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسری سے جدا کی جائیں گی۔ جن کے نام حیات کی کتاب میں لکھے ہوئے نہیں ہونگے وہ آگ کی جھیل یعنے دوزخ میں ڈالے جاوینگے۔ یہہ دوسری موت ہے جو اس موت سے جسے ہم دیکھنے کے عادی ہیں کہیں بڑھ کر ہولناک ہوگی +

پھر انجیل شریف کے مطالعہ سے یہہ بھی معلوم ہوتاہے کہ انصاف کے دن ہمیں نہ صرف اپنے افعال و کردار کا حساب دینا پڑے گا بلکہ ہم اپنے تمام اقوال کے لئے بھی جوابدہ ہونگے۔ چنانچہ یُوں مرقوم ہے کہ ہر ایک بیہودہ بات جو کہ لوگ کہیں عدالت کے دن اُس کا حساب دینگے (متی ۱۲: ۳۶) پھر اِس سے بڑھ کر یہہ کہ ہم نہ صرف اپنے تمام اقوال و افعال کا حساب دینگے بلکہ اپنے مخفی رازوں اور پوشیدہ خیالات کا بھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "جس روز خدا میری خوشخبری کے مطابق یسوع مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کریگا"۔ "جب تک خداوند نہ آئے وقت سے پہلے کسی بات کا فیصلہ نہ کرو۔ وہی تاریکی کی پوشیدہ باتیں روشن کردے گا اور دلوں کے منصوبے ظاہر کردیگا" (رومیوں ۲: ۱۶ و ۱ قرنتیوں ۴: ۵) +

اب جائے غور ہے کہ ہم سب کے سامنے کیسا ہولناک نظارہ ہے۔ ہم سب گنہگار ہیں اور اگر ہم ہر روز صرف ایک ہی گناہ کریں تو بھی بیس سال کے عرصہ میں ہمارے گناہوں کی تعداد سات ہزار سے بڑھ جاوے گی۔ لیکن ہم تو دن بھر میں کئی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ غصہ۔ دروغگوئی۔ خود غرضی۔ فریب دہی اور باطنی خباثت و ناپاکی وغیرہ ہمارے روزمرہ کے گناہ ہیں۔ اور انمیں سے ہر ایک خدائے تعالےٰ نہیں

درج کیا جاتا ہے اور سات ہزار ہا گناہوں میں سے ہر ایک کے لئے خدا تعالیٰ
انصاف کے دن ہماری عدالت کریگا۔ پس اُس روز جب خدا ہم سے پوچھیگا
تو ہم اِس امر کے باب میں کون سی حُجّت پیش کرینگے۔ کہ ہم دوزخ میں نہ ڈالے
جاویں؟ کیا ہم یوں کہہ سکیں گے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور سچّے دین کے
معتقد ہیں؟ فرض کیجئے کہ ایک شخص نے خون کیا ہے اور حاکم اُس سے پوچھتا ہے
کہ وُہ کونسی وجہ بیان کرسکتا ہے جس کی رُو سے وہ پھانسی کی سزا سے معذور رکھا
جاوے اور خونی کہتا ہے کہ "مَیں بادشاہ پر ایمان رکھتا اور اُس کی عزت و تعظیم
کرتا ہوں اور نہایت ادب سے اُس کے سامنے جھکتا ہوں" لیکن حاکم کہے گا
کہ یہہ ہرگز اِس امر کی دلیل نہیں ہے کہ تم کو شاہی قانون کے مطابق سزا نہ دیجاوے
پس ٹھیک اِسی طرح انصاف کے دِن ہمارا انصاف ہوگا اور ہمارے کردار کے
مطابق ہم سے سلوک کیا جائیگا۔ وہاں اس بات کا لحاظ ہوگا کہ دُنیا میں ہماری
روش کیسی تھی اور آیا ہم احکامِ الٰہی کو مانتے تھے یا نہیں۔ اس بات کو کوئی نہیں
پوچھیگا کہ ہماری رائے کیا تھی اور ہمارا ایمان کس بات پر تھا۔ اگر ہم بادشاہ کے
سامنے اپنے سر جُھکائیں اور اپنے کاروبار سے اُس کے احکام کی بجاآوری سے
انکاری ہوں تو یہ محض مکاری اور ریاکاری ہے۔ اِس سے بادشاہ بجائے خوش
وشاد ہونے کے نہایت ناراض ہوگا۔ اِسی طرح خدا کے سامنے سربسجود ہونا اور
مذہبی رسُومات کو پورا کرنا اور ساتھ ہی فریب دینا جھُوٹ بولنا۔ خودغرضی اختیار
کرنا اور طرح طرح سے گناہ کرتے رہنا محض ریاکاری ہے اور اِس سے نہ کبھی خدا
خوش ہوسکتا ہے اور نہ انصاف کے دِن ایسے اعمال نجات کا وسیلہ ہوسکتے ہیں۔
پھر کیا ہم انصاف کے دِن یہہ کہہ سکیں گے کہ ہم اپنے گناہوں کے باب میں نہایت
پشیمان اور نادم ہیں اِس لئے خدا ہم کو معاف فرماوے؟ اگر ہم ایسا کہیں تو خدا
فرمائیگا کہ اگر تم پشیمان تھے تو تم نے گناہ کرنا ترک کیوں نہ کیا؟ اگر تم کو گناہ سے
نفرت تھی تو پھر کیوں اُس سے اِس طرح لپٹے اور چمٹے رہے؟ اگر انسان اپنی تمام عمر

گناہ کرتا رہے اور انصاف کے دن کہے کہ میں اپنے کردہ پر بہت پشیمان ہوں تو اسکو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ فقط ریاکاری ہے اور اس سے کبھی خدا خوش نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں اگر ہم فی الحقیقت پشیمان ہوں بھی تو پھر بھی ہمارے سزا سے بچنے کا یہ کوئی کافی سبب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص چوری یا خون کے جرم کا مرتکب ہو تو خواہ وہ بعد میں کتنا ہی پشیمان او رتائب ہو تو بھی اُسے سزا ملیگی۔ اگر کوئی شخص کسی جرم کا مُرتکب ہو کر صرف یہ کہنے سے کہ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے ایسا کیا۔ اُس کی سزا سے چھوٹ جاوے تو قانون بالکل بیفائدہ ٹھہریگا۔ ایسی حالت میں تمام لوگ بکثرت ہر طرح کے گناہوں کے مرتکب ہونگے کیونکہ اُن کو یقین ہوگا۔ کہ ہم بآسانی اُن کی سزا سے چھوٹ سکتے ہیں ٭

کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انصاف کے دن خدا تعالےٰ ہر ایک انسان کے نیک و بد اعمال کا موازنہ کریگا اور اگر اعمال بھاری ہونگے تو بہشت میں بھیجے گا اور اگر بدی کا پلہ گراں ہوگا تو دوزخ میں ڈالیگا؟ ذرا سوچیئے اور دیکھئے کہ اس قسم کا انصاف کسی انسانی عدالت میں بھی ہوسکتا ہے یا نہیں۔ فرض کیجیئے کہ ایک شخص عمر بھر قانون کو مانتا چلا آیا اور کبھی کسی امر میں کسی طرح کی قانون شکنی یا قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔ لیکن اب وہ خون کے جُرم کا مرتکب ہوا ہے۔ کیا اب یہ خونی صرف اس لئے کہ پہلے قانون کو مانتا رہا ہے اور اچھے کام کرتا رہا ہے۔ سزا سے معذور رکھا جائیگا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ باوجود اپنے تمام نیک اعمال کے وہ صرف اس ایک ہی جرم کے لئے برسرِ دار اپنے کیفرِ کردار کو پہنچیگا۔ اِس کی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ وہ ہر ایک معاملہ اور ہر امر میں قانون کی پوری پوری محافظت کرے۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ ایک حکم کا ماننا دوسرے کو نہ ماننے کے لئے معقول عذر قرار دیا جاسکے۔ نوکر اپنے آقا کی فرمانبرداری کرتا ہے لیکن چونکہ ایسا کرنا اُس پر فرض ہے اس لئے وہ اپنی اس فرمانبرداری کے کسی طرح کے اجر یا صلہ کا مستحق نہیں ہوتا۔ پس چونکہ خدا تعالےٰ ہمیشہ ہماری حفاظت کرتا ہے اور ہماری زندگی کی تمام ضروریات

اور سامان زیست مہیا کرتا ہے۔ اِس لئے جب ہم اُس کی بندگی اور عبادت کرتے ہیں تو محض اپنے فرائض کو پورا کرتے ہیں اور کسی طرح کے اجر یا صلہ کے مستحق نہیں ہوتے اگر کوئی انسان بھی منصف کے عہدہ پر سرفراز ہو کر کسی خونی کو اس بنا پر چھوڑ دیوے کہ اُس نے کوئی اور جُرم نہیں کیا تو وہ بے انصافی کرے گا۔ کیا خدا تعالیٰ جس کا ایک نام عادل یعنی منصف بھی ہے بے انصافی کریگا؟

کیا وہ کسی ایسے گنہگار کو جس نے سو گناہ کیا ہو اس بنا پر چھوڑ دے گا۔ کہ اُس نے دو سو مرتبہ اپنا فرض پورا کیا۔ درحالیکہ اپنے تمام فرائض کی بجا آوری ہر حال میں اُس پر فرض تھی؟ یہ تو ٹھیک ایسی بات ہوگی کہ کوئی شخص کسی سے ایکسو روپیہ قرض لیوے اور پھر اُسے ادا کر دیوے اور بعد ازاں پھر پچاس روپئے قرض لیوے اور کہے کہ چونکہ میں نے پہلی مرتبہ سو روپیہ ادا کر دیا تھا اس لئے یہ پچاس روپے مجھے معاف کر دیجئے! انجیل شریف میں مرقوم ہے کہ "جس نے کہا کہ تو زنا نہ کر اُس نے یہ بھی کہا کہ تو خون مت کر پس اگر تو نے زنا نہ کیا مگر خون کیا تو تُو شریعت کا ٹالنے والا ہوا" "جب سب کچھ جو تمہارے لئے فرمایا گیا کر چکے تو کہو کہ ہم نکمے بندے ہیں۔ کیونکہ جو ہم پر کرنا واجب تھا وہی کیا" (یعقوب ۲: ۱۱ اور لوقا ۱۷: ۱۰) اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے کسی اجر یا صلہ کے حقدار نہیں ہوتے بلکہ صرف اپنا فرض پورا کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے تمام فرائض میں سے کسی کی بجا آوری میں بھی سستی کریں تو ہم پر سزا کا حکم جاری ہوتا ہے چنانچہ انجیل شریف کے ایک مقام میں یُوں مندرج ہے کہ "جو کوئی اُن سب باتوں کے کرنے پر جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں قائم نہیں رہتا لعنتی ہے" (گلتیوں ۳: ۱۰)

ہمارا آسمانی بادشاہ بھی زمینی حاکموں کی طرح یہ چاہتا ہے کہ ہم اُسکے قوانین و شرائع کی ہر حال میں اور ہمیشہ پوری پوری محافظت اور اطاعت کریں۔ پس اگر ہم اُس کے بعض احکام کو مانیں اور بعض میں نافرمانبرداری اور خلاف ورزی اختیار کریں تو ہرگز ہرگز سزا سے نہیں بچیں گے۔

اب کیا ہم یہ اُمید کر سکتے ہیں کہ انصاف کے دِن محمد صاحب خدا کے حضور میں

ہماری سفارش کر کے ہم کو سزا سے بچالیں گے؟ محمد صاحب ہمارے لئے کیا کرینگے؟ وہ خدائے تعالےٰ کے حضور میں کونسی معقول اور قابلِ قبول دلیل پیش کریں گے جس کے وسیلہ سے گنہگار اُس سزا سے جس کے وہ مستحق اور مستوجب ہیں معذور رکھے جاویں؟ خدائے تعالےٰ عادل اور راست حاکم ہے اور اُس نے یہ قانون اور قاعدہ قرار دیا ہؤا ہے کہ گناہ کی ضرور سزا ہو اور جو کوئی گناہ کرے ضرور سزا پاوے۔ یہ نہایت مناسب اور معقول بات ہے کہ گنہگار کو گناہ کی سزا ملے۔ کیا گنہگاروں کو خدا صرف اِس لئے واجبی سزا سے معذور فرمائیگا کہ محمد صاحب اُن کی سفارش کرتے ہیں؟ ایسا کرنا خدا کی شان کے شایاں نہیں۔ وہ ہرگز کسی اِنسان کے کہنے سے مجرموں کو رہائی نہیں دیگا۔ جب تک کوئی شخص گنہگاروں کو واجبی سزا سے بچانے کے لئے کوئی عمدہ اور معقول وجہ پیش نہ کرے خدا اُن کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ علاوہ اسکے قرآن میں بہت سے مقامات پر محمد صاحب خود گنہگار ہونے کے اقراری ہیں۔ اوروں کی سفارش و شفاعت تو درکنار اِنصاف کے دن وہ خود اس امر کے محتاج ہونگے کہ کوئی اُن کی سفارش کرے۔

پھر کیا اب اِس امر کی کچھ اُمید نہیں کہ گنہگار اپنے گناہ کی واجبی سزا سے بچ سکے یا بچایا جاوے اور انصاف کے دِن اُس کے سر سے عذاب و عقوبت کا فتوےٰ اُٹھ جاوے؟ خدا کا شکر ہو کہ ایسی مایوسی اور نا امیدی کی حالت نہیں ہے بلکہ ایک نہایت ہی مبارک امید ہے۔ خدائے تعالےٰ نے تمام بنی آدم کو گناہ اور سزا سے بچانے کے لئے ایک نہایت عالیشان نجات دہندہ بھیجا ہے۔ اہلِ اسلام یسوعؔ مسیح کو کلمۃ اللہ یعنے خدا کا کلام کہتے ہیں اور ضرور ہے کہ خدا کا کلام ایسا ہی ازلی ہو جیسا خدا خود ہے۔ انجیل شریف میں مرقوم ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا (یوحنا ۱:۱)۔ خواہ ہم اپنے خیالات کو کتنا ہی پیچھے لیجاویں اور جب خدا نے دُنیا کو خلق کیا اُس سے بھی پیشتر کا خیال کریں تو بھی یہ بات یُونہی رہے گی کہ خدا کا کلام خدا کے ساتھ تھا"! اِس عظیم الشان اور اعلیٰ ہستی کلمۃ اللہ نے بنی آدم کا نجات دہندہ ہونے کے لئے آسمان کو چھوڑا

اور مجسّم ہو کر اِس دُنیا میں بنی آدم کے درمیان رہائش اختیار کی۔ خدا نے بنی نوع اِنسان پر اِس قدر رحم کیا کہ اُس نجات دہندہ کو زمین پر بھیجا اور وہ نجات دہندہ یا کلمتہ اللہ چونکہ رحم سے ایسا پُر ہے جیسا خدا خود رحم سے معمور ہے اِس لئے وہ بخوشی تمام اِنسان کی مخلصی کے لئے زمین پر آیا۔ قرآن اور اِنجیل دونوں میں مرقوم ہے کہ وہ رُوح اللہ کی قدرت سے کنواری مریم سے پیدا ہُوا اور اِس زمین پر اُس کا نام یسُوع مسیح تھا۔ وہ بالکل بے گناہ تھا۔ ولادت سے موت تک اُس نے کبھی قولاً فعلاً یا خیالاً بھی کسی قسم کی کوئی خطا نہ کی۔ وہ ہمیشہ کامِل طور سے پاک اور بے عیب تھا۔ چنانچہ اُس کے حق میں انجیل شریف میں یوں مندرج ہے کہ "وہ پاک اور بے بد اور بے عیب اور گنہگاروں سے جُدا ہے"۔ (عبرانیوں ۷: ۲۶) +

اُس نے بہت سے بڑے بڑے مُعجزے کئے۔ حتّٰی کہ مُردوں کو زندہ کیا۔ اُسکے مُنہ سے الٰہی کلمات نکلتے تھے اور اُس کی تعلیم ایسی ہی کامل تھی جیسا کہ وہ خود کامِل تھا لیکن باوجودیکہ وہ ایسا نیک تھا تو بھی بدکار اور شریر لوگ اُس سے نفرت کرنے لگے اور اُسے پکڑ کر نہایت بے رحمی سے صلیب پر کھینچکر مار ڈالا۔ اگرچہ اُنہوں نے اِس قدر بے رحمی اور ظلم سے کام لیا تو بھی اُن کا غضب و غصّہ لاحاصِل تھا۔ کیونکہ وہ تیسرے دِن مردوں میں سے جی اُٹھا اور اب ابدالآباد تک زندہ ہے۔ وہ کئی مرتبہ اپنے شاگردوں اور دیگر ایمانداروں پر ظاہر ہُوا اور چالیس دن کے بعد آسمان کی طرف صعود کر گیا۔ اب وہاں جیسا کہ اُس نے خود فرمایا تھا، "آسمان اور زمین کے سارے اختیار" کے ساتھ متمکن ہے +

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح مصلوب نہیں ہُوا۔ لیکن انجیل شریف کے بہت سے مقامات میں صاف مرقوم ہے کہ وہ مصلوب ہُوا اور ساتھ ہی اِس امر کے دلائل بھی بیان کئے گئے ہیں کہ خدا نے اُس کو کیوں مصلوب ہونے دیا۔ ہم اِس بات کو ابھی واضح کر چکے ہیں کہ گناہ کی سزا ہونی چاہئے۔ اور جو کوئی گناہ کرے ضرور سزا پائے دُنیاوی قانون اور انسانی شریعت کہتی ہے کہ کوئی شخص چوری اور خون وغیرہ وغیرہ

جرائم کا مرتکب نہ ہووے اور اگر کوئی شخص ان کا مرتکب ہوگا تو فلاں سزا کا مستوجب
وسزاوار قرار پائے گا۔ اب اگر اِن جرائم کے مجرموں کو مقررہ سزا نہ ملے اور محض
سو کھی دھمکی ثابت ہو تو تمام بدکار اور شریر آزادانہ اور نہایت بیباکانہ طور پر
تمام جرائم کے مرتکب ہونگے اور مُلک کی حالت فتنہ و فساد کے باعث نہایت
ابتر ہو جائیگی۔ پس نہایت ضروری اور لابدی امر ہے کہ لوگوں کو ارتکاب جرائم
سے باز رکھنے کے لئے قانون کا وجود قائم رکھا جاوے۔ لیکن اگر کوئی اور ایسی
تدبیر ہو سکے جس کے وسیلہ سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاوے کہ گناہ نہایت
ہی خطرناک اور ہولناک ہے اور لوگ اُس تدبیر کے ذریعہ سے نیکوکار بن جاویں
تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ جب کوئی مجرم یا گنہگار اپنی بُرائی سے تائب ہو تو اُس کو
سزا سے معذور رکھا جاوے۔ اب خدا نے اپنی بے حد دانائی اور لامحدود محبت سے
ایک ایسی تدبیر کی ہے جس کے ذریعے سے وہ تمام جہان پر بخوبی منکشف اور واضح
کر سکتا ہے کہ گناہ ازحد نفرت کے لائق ہے اور گنہگار کو جو سچے دل سے تائب ہو
معاف کر سکتا ہے اور اِس سے لوگ ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ کہ آئندہ کو وہ
بیباکی سے گناہ کر سکتے ہیں۔ وہ تدبیر یہ تھی کہ وہ کلمۃُ اللہ یا کلام اللہ جو ازل
سے خدا کے ساتھ تھا اِنسانی صورت اختیار کر کے اِنسان کے گناہوں کی سزا اُٹھاوے
اور جیسا کہ انجیل شریف میں مرقوم ہے "ہمارے گناہوں کا کفارہ ہووے" ا۔ یوحنا
۴: ۱۰)۔ یہی وجہ تھی کہ یسوع مسیح کلمۃ اللہ مصلوب ہُوا تا کہ اِس بات کو بخوبی
ظاہر کرے کہ خدا تعالٰے کی نظر میں گناہ نہایت ہی گھناؤنا اور نفرت کے لائق ہے
کیونکہ کلمۃ اللہ کو بھی جو یسوع مسیح میں مجسم ہُوا اور انسان کا عوضی بنا انسان کے
گناہوں کے لئے ایسی سخت سزا برداشت کرنی پڑی۔ اب جبکہ یسوع مسیح نے گناہوں
کا ایسا کفارہ دیدیا ہے۔ اگر خدا گنہگار کو جب وہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے معاف
کردیوے تو کوئی بھی یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ گناہ کوئی خطرناک اور ہولناک چیز
نہیں ہے۔ جو کوئی اس پر غور کرے گا ضرور کہے گا کہ گناہ بہت ہی ہیبتناک چیز ہے

کیونکہ جب کلمۃ اللہ گنہگار انسان کا عوضی بنا تو اُس کو بھی بہت تکلیف اور بے عزتی کی برداشت کرنی پڑی اور اُس پر صلیبی موت کی نوبت پہنچی پس اگر مجھ گنہگار کو اپنے کیفر کردار کو پہنچنا اور اپنے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے تو وہ نہایت ہی سخت اور بری برداشت سے باہر ہوگی۔ چنانچہ یسوع مسیح نے خود فرمایا ہے کہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے کے ساتھ کیا نہ کیا جائیگا (لوقا ۲۳: ۳۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب خدا کے قہر و غضب کی آگ نے یسوع مسیح کو جب وہ گنہگار انسان کا عوضی بنا اس طرح جلایا تو خود گنہگار کو اگر وہ تائب نہ ہو تو کس قدر زیادہ جلانے والی ہوگی +

اسی واسطے خدا نے یسوع مسیح کے دشمنوں کو اجازت دی کہ وہ اُسے مار ڈالیں تاکہ وہ ہمارے عوض میں ہمارے گناہوں کی سزا برداشت کرے اور ہم اُن سے آزاد ہو جاویں۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ انجیل شریف میں "خدا کا برہ" کہلاتا ہے یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی انتیسویں آیت میں مرقوم ہے "خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہے" بروں اور دیگر حیوانوں کی وہ تمام قربانیاں جو یہودی گذرانتے تھے اور جن کا خدائے تعالےٰ نے توریت میں حکم دیا تھا اُس بڑی قربانی کی طرف اشارہ کرتی تھیں جو خدا کی مرضی کے مطابق جہان کے گناہ کے لئے یسوع مسیح گذراننے والا تھا +

پس جب یسوع مسیح نے اِس طرح سے گناہ کا کفارہ دیدیا ہے تو اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرنے میں ہمارے لئے کوئی دقت یا مشکل باقی نہیں رہتی۔ خدا ہر ایک گنہگار کو بلاتا ہے کہ وہ آکر مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرے اور اُس پر ایمان لاکر اُسی کے وسیلہ سے نجات پاوے۔ ہمیں لازم ہے کہ ہم تائب ہو کر گناہ کی قدرت سے رہائی پانے کی خواہش سے آویں۔ کیونکہ خدا کسی کو اُس کی گنہگاری کی حالت میں نجات نہیں بخشتا پر گناہ سے نجات بخشتا ہے۔ اگر کوئی شخص گناہ سے محبت رکھتا ہو تو خدا اُس پر رحم نہیں کریگا۔ کیونکہ خدا کو ہر طرح کے گناہ سے نفرت ہے۔ وہ کسی کو

بھی گناہ سے نجات حاصل کئے بغیر آسمان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیگا لیکن اگر ہم سچے دل سے تائب ہوں اور یسوع مسیح کا واسطہ دیکر خدا سے معافی کی درخواست کریں اور اس کی منت کریں کہ وہ ہم کو ظاہری و باطنی پاکیزگی بخشے تو وہ ضرور کمال محبت سے ہمیں قبول فرمائیگا۔ ہمارے گناہ معاف کرے گا۔ ہمیں طاقت بخشے گا اور روحانی طور پر ہم کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا رُتبہ عنایت فرما دیگا۔ پس اِس طور سے خدا ہمارا آسمانی باپ اور یسوع مسیح ہمارا بڑا بھائی ہوگا۔ اور ہم تمام روحانی برکات سے مالامال اور آسودہ حال ہونگے۔ جو لوگ یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند تسلیم کرتے ہیں وہ اُن سب کے لئے آسمان پر سرفراز ہو کر دُعا کرتا ہے۔ چنانچہ انجیل شریف میں یوں مندرج ہے کہ" وہ اُنہیں جو اُس کے وسیلے خدا کے حضور جاتے ہیں آخر تک بچا سکتا ہے کیونکہ وہ اُنکی سفارش کے لئے ہمیشہ جیتا ہے"۔ (عبرانیوں ۷: ۲۵) +

یسوع مسیح آسمان میں اپنے تمام لوگوں کے لئے۔ اپنے تمام شاگردوں کے لئے اور اُن سب کے لئے جو اُس کی رضا جوئی میں ساعی و کوشاں رہتے ہیں خدا سے دُعا کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ خدا ان کو معاف فرما دے۔ نیک و پاک بننے اور گناہ پر غالب آنے کی طاقت و توفیق بخشے۔ شیطان کی قدرت سے چھڑا کر زندگی بھر اپنی ہی راہ پر چلا وے اور جب اُن کی زمینی زندگی کا خاتمہ ہو بہشت میں داخل کرے پس جو یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں اُنہیں کچھ ضرورت نہیں کہ معافی حاصل کرنیکے لئے انصاف کے دن کی انتظاری کرتے رہیں۔ جب وہ صدقِ دل سے مسیح کی پیروی کرنا اختیار کرتے ہیں اور اُس کے سچے شاگرد بن جاتے ہیں تو فوراً اُن کو معافی حاصل ہو جاتی ہے۔ اِس سے بڑھ کر وہ نجات بھی اِسی دُنیا میں حاصل کر لیتے ہیں اور عالمِ آخرت میں اِسی نجات کی تکمیل ہوگی +

اب یہ سوال پیش آتا ہے کہ انصاف کے دن اُنکی کیا حالت ہوگی؟ انجیل شریف میں اس کے متعلق یوں مندرج ہے کہ "یسوع مسیح زمین و آسمان کا سارا اختیار

رکھتا ہے" وہ انصاف کے دن تک آسمان ہی پر رہیگا اور اُس وقت بنی آدم کی عدالت کرنیکے لئے پھر زمین پر آئیگا۔ اہلِ اسلام اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور یہ اُن کا ایمان ہے کہ "یسوع مسیح آسمان پر زندہ ہے اور یوم الآخرة کو پھر زمین پر آئے گا" اور اُن کا یہ اعتقاد انجیل شریف کی تعلیم کے بالکل مطابق ہے۔ انجیل شریف کے بہت سے مقامات میں اس کا بیان پایا جاتا ہے لیکن ہم صرف دو تین مقامات کو ذیل میں اقتباس کرتے ہیں۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ "خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا۔ بعد جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلا لیگا۔ وے خداوند کے چہرے اور اُس کی قدرت کے جلال سے دُور ہوکر ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے"۔ "دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آتا ہے اور ہر ایک آنکھ اُس کو دیکھے گی۔ اور وے بھی جنہوں نے اُسے چھیدا" (۲ تسلونیقی ۱: ۷-۹ و مکاشفات ۱: ۷)+

یسوع مسیح خود ہمارا انصاف کرے گا۔ چنانچہ انجیل شریف میں یوں مندرج ہے کہ "جب ابنِ آدم (یعنے یسوع مسیح کامل انسان) اپنے جلال میں آئیگا۔ اور سب فرشتے اُس کے ساتھ آئیں گے تو اُس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا اور سب قومیں اُس کے سامنے جمع کی جائیں گی۔ اور جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا۔ اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کرے گا۔ اُس وقت بادشاہ اپنی دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ۔ جو بادشاہت بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کیگئی ہے اُسے میراث میں لو۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُسکے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔ (متی ۲۵: ۳۱-۳۴ و ۴۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انصاف کے دن خدا کا عدل یسوع مسیح کے وسیلہ سے عمل میں آئیگا+

اُس روز جب خدائے تعالےٰ تمام اقوال و افعال اور خیالات کا حساب لیگا اور گذشتہ زندگی کے تمام کردار و اعمال کی بازپرس کریگا تو لوگ کیا جواب دینگے؟

ہم اِس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ وہ تمام معمولی عُذرات جو لوگ کرتے ہیں بالکل
بے سود ہونگے۔ لیکن جنہوں نے یسوعؔ مسیح کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ مان لیا
ہے اُنہیں کچھ خوف نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ مُنصف جو تختِ عدالت پر جلوس فرمائیگا
اُن کا اپنا بھائی اور نجات دہندہ ہے۔ اگر کسی مجرم کی عدالت کے لئے اُسی کا بھائی
مقرر ہو تو اُسے ضرور یہ امید ہوگی کہ اگر انصاف اور قانون میں گنجائش ہوئی اور
کسی طرح کی بے انصافی کا احتمال نہ ہؤا تو میں ضرور بری ہو جاؤنگا۔ نہ صرف
یہ بلکہ وہ جو سچے دِل سے یسوعؔ مسیح پر ایمان لایا ہے اُس کے پاس ایک ایسا
معقول عذر اور ایسی عمدہ دلیل ہے جو اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ دلیل
ضرور ہی قابلِ قبول ہے۔ کیونکہ اُس حاکم یعنے یسوعؔ مسیح نے خود اپنی جان اُسکے
گناہوں کے کفارہ میں دی ہے۔ خدا کی کتاب میں جو اُس کے اعمال مندرج
ہیں اُن میں اُس کا یسوع مسیح پر ایمان لانا اور اُسے اپنا نجات دہندہ اور خداوند
تسلیم کرنا بھی شامل ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ یسوعؔ مسیح نے خود فرمایا کہ "خدا کا کام
(یعنے وہ خاص کام جس کے کرنیکا خدا حکم دیتا ہے) یہ ہے کہ تم اُس پر جسے اُس نے
بھیجا ایمان لاؤ۔ (یوحنا ۶: ۲۹) یسوعؔ مسیح نے جو گنہگار کے گناہوں کا کفارہ دیا ہے
وہ اُس کو ساری ناراستی سے پاک کرتا ہے۔ اور یہ ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ
کسی مقروض کا ہزار ہا روپئے کا قرض کوئی دولتمند اور نیک شخص اپنی جیب سے ادا کردے۔
اب ہم نے صاف معلوم کر لیا ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے گناہ معاف
کئے جاویں۔ اور انصاف کے دن ہم فردوس میں داخل ہوں تو صرف یہی ایک طریقہ
ہے کہ خداوند یسوعؔ مسیح پر جسے خدا نے تمام جہان کا نجات دہندہ مقرر کیا ہے سچے
دل سے ایمان لاویں۔ واجب ہے کہ ہم اُسے اپنا نجات دہندہ اور خداوند قبول
کریں اور دُعا کریں کہ جو کفارہ اُس نے صلیبی موت کے وسیلہ سے دیا ہے اُسکے
ذریعہ سے ہمارے گناہ معاف کئے جاویں۔ یہ درخواست کریں کہ وہ خدا کے حضور ہماری
سفارش کرے تاکہ اُسکی روح ہم میں بسے اور ہمیں پاک وصاف بنادے اور گناہوں

شیطان سے مقابلہ کرنے اور اُن پر غالب آنے کی طاقت و توفیق بخشے۔ اگر ہم اِس طرح سے یسُوع مسیح کے سچے شاگرد بن جاویں تو ہمیں موت اور اِنصاف کے دِن کا مُطلق خوف نہیں ہوگا۔ پر اگر ہم اُس کے شاگرد نہ بنیں تو ہماری رہائی کی کوئی اُمید باقی نہیں ہے۔ اگر ہم خدا کی اُس بے بہا رحمت اور لامحدود شفقت کو جو اُس نے ہمارے نجات دہندہ خداوند یسُوع مسیح کو بھیج کر ہم پر ظاہر فرمائی رد کریں تو انجیل شریف کی وہ سخت باتیں اور انصاف کے دن کے متعلق خوفناک فتوے ہم پر عاید ہونگے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ "بنی آدم نے پہاڑوں اور چٹانوں سے یہ کہا کہ ہم پر گر پڑو اور ہمکو اُس کے چہرے سے جو تخت پر بیٹھا ہے اور برّے کے غضب سے چھپاؤ کیونکہ اُس کے قہر کا روزِ عظیم آ پہنچا۔ اب کون ٹھیر سکتا ہے"؟ (مکاشفات ۶: ۱۶ و ۱۷)۔ "خدا کا برہ یسُوع مسیح ہے جو جہان کے گناہوں کو اُٹھا لیجاتا ہے"۔ جو ہم کو نجات اور ہمیشہ کی زندگی بخشنے کے لئے مُؤا۔ اگر اب ہم اُس کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند تسلیم کریں تو انصاف کے دن ہماری مخلصی ہوگی۔ لیکن اگر ہم اِس جہان میں اُسے رد کریں اور یہ خیال کریں کہ ہم اور وسائل سے نجات حاصل کر سکتے ہیں تو آخر کار ہم پر آشکارا ہو جائیگا۔ کہ وہ تمام وسائل جن کے ذریعہ سے ہم نے نجات حاصل کرنیکا خیال کیا تھا بالکل نکمے اور ہیچ ہیں اور وہ جو اب خدا کا برہ اور نجات دہندہ ہے وہی جیسا کہ اُس نے خود فرمایا انصاف کے دِن بادشاہ اور منصف ہوگا اور ہمارے گناہوں کے لئے ہم پر سزا کا فتوےٰ لگائے گا۔ اے عزیزو! اب وقت ہے یسوع مسیح میں پناہ لو۔ اِس سے آپ کو اِسی زندگی میں نجات حاصل ہو جاویگی اور انصاف کے دن اور ابدالآباد تک آپ نجات یافتہ اور ہمیشہ کی زندگی میں شریک ہونگے۔

تمام شد